دینیات کورس

اساسیاتِ دین

از: مرزا احمد وسیم بیگ سنابلی مدنی

بی اے (شریعت) جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

کلمے کا بیان

کلمہ

- **کلمۂ طیبہ:**

لا	اله	الا	الله	محمد	رسول	الله
نہیں	کوئی معبود	سوائے	اللہ کے	محمد ﷺ	رسول ہیں	اللہ کے

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

- **کلمۂ شہادت:**

اشهد	ان	لا	اله	الا	الله
میں گواہی دیتا ہوں	کہ	نہیں ہے	کوئی معبود	سوائے	اللہ کے
واشهد	ان	محمدا	عبده	و	رسوله
اور میں گواہی دیتا ہوں	کہ	محمد ﷺ	اس کے بندے	اور	رسول ہیں

- شہادت: گواہی

کلمے کا معنی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پہلا حصہ: لا الہ الا اللہ

اس میں دو باتیں ہیں:

- نفی یا انکار: اللہ کہ سوا کسی کے بھی الوہیت یا عبادت کے لائق ہونے کا انکار، لہذا اللہ کو چھوڑ کر جن ہستیوں کی عبادت یا پوجا کی جاتی ہے جب تک ان کی الوہیت یا لائق عبادت ہونے کا انکار نہ کیا جائے کلمہ شروع ہی نہیں ہوتا جو مسلمان ہونے کی پہلی شرط ہے۔

- اثبات یا اقرار: اللہ کے معبود ہونے کا اس کی عبادت کا۔

- کلمہ کو کلمہ توحید بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ کی وحدانیت کا (تنہا معبودِ برحق ہونے کا) اعلان ہے۔

پہلا حصہ: لا الہ الااللہ

عہد:

کلمہ کے دونوں پہلوؤں سے جو عملی عہد نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ:

- اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرنے کا عہد یعنی چھوٹی یا بڑی ہر عبادت صرف اللہ کے لئے انجام دینے کا عہد
- اللہ کے عبادت اور بندگی کا عہد یعنی پوری زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق گزارنے کا عہد

دوسرا حصہ: محمد رسول اللہ

محمد اللہ کے رسول ہیں

- **رسول کا مطلب:**

پیغام پہنچانے والا

یعنی خدا نے آپؐ پر وحی کی ہے۔اور آپ کو اپنا پیغام عطا کر کے انسانیت کی طرف بھیجا ہے تا کہ وہ لوگوں کی رہنمائی کریں کہ اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی کسی طرح گزارنی ہے۔

- **لہذا**، پہلے حصے میں ہم نے جو اللہ کی بندگی کا عہد کیا ہے اس حصے میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ہم وہ بندگی کیسے کریں گے؟

دوسرا حصہ: محمد رسول اللہ

عہد:

- چنانچہ محمد رسول اللہ اس بات کا عہد کہ اللہ کی عبادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کریں گے۔

محمد رسول اللہ کہہ کر جو عہد ہم نے اس کی شقیں درج ذیل ہیں:

- آپ کی دی ہوئی ہر چیز کو سچا جاننا جیسے یہ کی قرآن اللہ کا کلام ہے، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا، آخرت میں حساب کتاب ہو گا، وغیرہ
- جن کاموں کے کرنے کا حکم آپ نے دیا ہے ان کو بجالانا۔
- جن کاموں سے آپ نے منع فرمایا ہے ان سے بچے رہنا۔
- نیز اللہ کی عبادت و بندگی آپ کی لائی ہوئی شریعت ہی کے مطابق کریں گے۔

کلمے کے بعض تقاضے

وَ	مِنَ	النَّاسِ	مَنْ	يَّتَّخِذُ	مِنْ دُوْنِ	اللّٰهِ
اور	بعض	لوگ (وہ ہیں)	جو	بناتے ہیں	سوائے	اللہ کے (دوسروں کو)

اَنْدَادًا	يُّحِبُّوْنَهُمْ	كَحُبِّ	اللّٰهِ ؕ
شریک	وہ ان سے محبت کرتے ہیں	جیسے محبت (کرنی چاہیے)	اللہ سے

وَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَشَدُّ	حُبًّا	لِّلّٰهِ ؕ
اور	وہ لوگ جو	ایمان لائے	زیادہ سخت ہیں	محبت کرنے میں	اللہ سے

وَ	مَا	كَانَ	لِمُؤْمِنٍ	وَّ	لَا	مُؤْمِنَةٍ	اِذَا	قَضَى	اللّٰهُ	وَ	رَسُوْلُهٗٓ	اَمْرًا	اَنْ	يَّكُوْنَ
اور	نہیں	ہے	لائق کسی مومن کے	اور	نہ	کسی مومنہ کے	جب	فیصلہ کردے	اللہ	اور	اس کا رسول	کسی معاملے کا	یہ کہ	ہو (اس کے بعد)

لَهُمُ	الْخِيَرَةُ	مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ	وَ	مَنْ	يَّعْصِ	اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	فَقَدْ	ضَلَّ	ضَلٰلًا	مُّبِيْنًا ۳۶
ان کے لیے	اختیار	ان کے معاملے میں	اور	جوکوئی	نافرمانی کرے	اللہ اور اس کے رسول کی	تو تحقیق	وہ گمراہ ہوگیا	گمراہ	ظاہر

کلمے کے بعض تقاضے

قُلْ	اِنْ	كُنْتُمْ	تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	فَاتَّبِعُوْنِيْ	يُحْبِبْكُمُ
کہہ دیجیے	اگر	ہو تم	اللہ سے محبت کرتے	تو تم میرا اتباع کرو	محبت کرے گا تم سے

اللّٰهُ	وَ	يَغْفِرْ	لَكُمْ	ذُنُوْبَكُمْ ؕ	وَ	اللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾
اللہ	اور	بخش دے گا	تمہارے لیے	تمہارے گناہ	اور	اللہ	بہت بخشنے والا	نہایت رحم کرنے والا ہے

قُلْ	اَطِيْعُوا اللّٰهَ	وَ	الرَّسُوْلَ	فَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا	يُحِبُّ	الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾
کہہ دیجیے	تم اللہ کی اطاعت کرو	اور	رسول کی	پھر اگر	وہ منہ پھیر لیں	تو بلاشبہ	اللہ	نہیں	پسند کرتا	کافروں کو

لَقَدْ	كَانَ	لَكُمْ	فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ	اُسْوَةٌ	حَسَنَةٌ	لِّمَنْ	كَانَ
البتہ تحقیق	ہے	تمہارے لیے	اللہ کے رسول میں	نمونہ	اچھا	اس کے لیے جو	ہے

يَرْجُوا اللّٰهَ	وَ	الْيَوْمَ الْاٰخِرَ	وَ	ذَكَرَ اللّٰهَ	كَثِيْرًا ؕ﴿٢١﴾
اللہ (سے ملاقات) کی امید رکھتا	اور	یومِ آخرت کی	اور	اللہ کی یاد کرتا (ہے)	بہت زیادہ

کلمے کی شرطیں

کلمے کی فضیلت

- حدیث:
- «مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ» رواه البخاري
- ترجمہ: جو کوئی اپنے * سچے دل سے * اس بات کی * گواہی * دے کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔

کلمے کی فضیلت

- اوپر پیش کی گئی حدیث میں دو چیزیں قابل غور ہیں، ایک یہ کہ فضیلت "گواہی" دینے والے کے لئے ہے، نہ کہ صرف زبان سے کہنے والے کے لئے۔ * سچی گواہی آدمی علم، مکمل جانکاری اور یقین کی بنیاد پر ہی دے سکتا ہے۔ گویا کہ کائنات اور خود اپنے آپ میں موجود نشانیوں میں ہم نے اللہ کی وحدانیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور اس کی گواہی دے رہے ہیں، اسی طرح رسول اللہ کی رسالت اور آپ کے پیغام میں سچائی اور حق کی نوانیت کے ہم چشم دید گواہ ہیں۔ *
- علم اور یقین کے ساتھ یہاں * "سچے دل سے" * اس کا اقرار کرنے کی بات کی گئی ہے، گویا کہ اس کا معنی سمجھتے ہوئے، اور یہ سمجھتے ہوئے کہ * یہ اللہ کے ساتھ ایک معاہدہ ہے، اس کی بندگی اور فرمانبرداری اور اس کے نبی کے بتائے طریقے کی پیروی کرنے کا معاہدہ! ہم سچ مچ اس معاہدے کی پاسداری کو قبول کر رہے ہیں۔ * نیز اس سے ہمارا مقصد اللہ کی رضا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور یہ گواہی ہمارے دل سے نکل رہی ہے۔

کلمۂ طیبہ کی شرطیں – پہلی شرط "علم"

- کلمۂ طیبہ کا فائدہ اس کے پڑھنے والے کو اسی وقت حاصل ہو گا جب اس میں کچھ شرطیں پائی جائیں، جن میں سے پہلی شرط: اس کے معنی کا علم ہے، کیونکہ ہر کلمے کا ایک معنی ہوتا ہے، لہذا ضروری ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کو اس کے مفہوم کا پورا شعور ہو، معلوم ہو کہ اس میں وہ کس چیز کا انکار کر رہا اور کس چیز کا اقرار کر رہا، یعنی زبان سے جو بات نکل رہی ہے، دل اسے بخوبی جانتا ہو، ایسی جانکاری اور علم کہ جب وہ حاصل ہو جائے تو کلمہ کے معنی کے سلسلے میں جہالت اور لا علمی باقی نہ رہے۔
- اس بات کی دلیل کہ کلمے کی قبولیت کے لئے اس کے معنی کا علم ضروری ہے:
  - اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ﴾ [محمد: 19]
  - "جان لو کہ کوئی معبود برحق نہیں ہے سوائے اللہ کے"
  - قَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ: مَنْ مَاتَ وَهُوَ *يَعْلَمُ* أَنَّهُ لاإِلَهَ اِلا اللہ دَخلَ الجَنَّةَ (مسلم) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرا اس حال میں کہ وہ اس بات (کی حقیقت) *جانتا* ہو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ، وہ جنت میں داخل ہو گا"

کلمۂ طیبہ کی شرطیں- کلمے کی دوسری شرط "یقین"

- دوسری شرط یہ ہے کہ اس کلمہ میں جو بات آئی آدمی کو اُس پر پورا*یقین* اور وثوق ہو گیا ہو، جو کہ اس کلمہ کو (دل و دماغ) سے جاننے کا ہی اعلیٰ درجہ ہے۔،* ایسا یقین کہ جب وہ حاصل ہو جائے تو کلمہ کی حقانیت کے سلسلے میں کسی قسم کے شک وشبہے کی گنجائش باقی نہ رہے۔*
- لہذا صرف کلمے کا معنی جاننا کافی نہیں، بلکہ کلمے کے معنی و مفہوم پر دل کا پورا پورا اطمینان اور ایک دم پختہ یقین ضروری ہے، اس لئے کہ اس کلمے کی گواہی دیتے ہوئے اس میں کسی بھی طرح کے شک، شبہے، گمان اور اندیشے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے، گواہی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ٹھوس غیر متزلزل قطعی یقین کی بنیاد پر ہو۔
- ا

کلمۂ طیبہ کی شرطیں- کلمے کی دوسری شرط "یقین"

- س بات کی دلیل کہ کلمے کی قبولیت کے لئے اس میں کہی گئی بات پر "یقین" ضروری ہے:
- قال تعالى: ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴾ [الحجرات: 15].
- اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:" بے شک مومن تو وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر، پھر شک وشبہے میں نہیں پڑے، اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ سچے ہیں۔"
- وقال- صلی اللہ علیہ وسلم -: «أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا الله وَأَنِّي رَسُولُ الله لا يَلْقَى الله بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيهِمَا إِلا دَخَلَ الْجَنَّةَ» [مسلم.]
  - ” رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ہستی الہ نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں“ جو بندہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے جا ملے گا * بشرطیکہ وہ ان دونوں باتوں کی حقیقت میں کوئی شک نہ رکھتا ہو * ، وہ جنت میں داخل ہو گا“

کلمۂ طیبہ کی شرطیں
تیسری شرط "تسلیم وقبول"

- تیسری شرط ہے: قبول و تسلیم، یعنی صرف لا الہ الا اللہ کا معنی جان لینا اور اس میں بیان کردہ حقیقت پر دل میں یقین ہو جانا ہی کافی نہیں، بلکہ جب آپ کو اس کا یقینی علم حاصل ہو گیا تو اب ضروری ہے کہ اس یقینی علم کا اثر ظاہر ہو، اور وہ یہ ہے کہ * دل و جان سے اس کلمے اور اس کے تقاضے کو تسلیم کر لیا جائے، قبول کر لیا جائے، اور زبان سے اس کا اقرار واعتراف کر لیا جائے اور اسے مان لیا جائے، جس کے بعد اس کے کسی بھی حصے، کسی بھی تقاضے کو مسترد کرنے یا نہ ماننے کی گنجائش نہ رہے۔ * لہذا اس کی شہادت دینے والا ہر گز اس کلمے کو یا اس کے ان تقاضوں کو جن کو حق تعالی نے اپنے پیغمبر کے ساتھ بھیجا ہے مسترد نہیں کر سکتا۔
  - کیونکہ کتنے ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس کے معنی کو سمجھتے ہوئے اسے زبان سے ادا کرتے ہیں، لیکن تکبر، حسد، تعصب یا کسی اور وجہ سے، جو اس کی طرف بلا رہا ہے اس کی جانب سے اس کے بعض تقاضوں کو قبول نہیں کرتے۔

کلمۂ طیبہ کی شرطیں
تیسری شرط "تسلیم وقبول"

- توجو کوئی توحید کی دعوت کو مسترد کردے اور اسے قبول نہ کرے تو وہ کافر ہے، خواہ اس کی وجہ تکبر، ہٹ دھرمی، حسد کچھ بھی ہو۔
- دلیل:
- اللہ تعالی ان کافروں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے، جنھوں نے تکبر کی وجہ سے اس کلمے کو ماننے سے انکار کردیا:
- **إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ- وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ- (الصافات: 35– 36)**
  - ”یہ لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا بندگی کسی کو زیبا نہیں، تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعرِ مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں“۔

کلمۂ طیبہ کی شرطیں–
کلمے کی چوتھی شرط "انقیاد"

- چوتھی شرط ہے: انقیاد، (انقیاد عربی زبان کا لفظ ہے، یہ قیادۃ سے ماخوذ ہے، "انقیاد" یعنی کوئی جیسے چلائے ویسے چلتے جانا، بالکل ویسے ہی جیسے نکیل سے کھینچا جانے والا اونٹ جدھر کو چلایا جائے اُدھر کو چلتا جاتا ہے۔ یہاں اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنی رسی پوری طرح اللہ اور اس کے رسول کے ہاتھ میں دے دینا۔) چنانچہ کلمے کی گواہی کی چوتھی شرط ہے * **عملی** طور پر تابع فرمان ہو جانا، اس طرح کہ اس کے بعد مخالفت کا تصور بھی نہ رہے۔ * **یعنی، لا الہ الا اللہ اور اس کے تقاضوں کے لئے ظاہری و باطنی طور پر مکمل خودسپردگی، جس کے ساتھ لا الہ الا اللہ کے تقاضوں میں سے کچھ بھی چھوڑنے کی نیت نہ ہو۔۔ دراصل یہی اصل کسوٹی اور ایمان کا عملی ثبوت ہے**، یہ خودسپردگی حاصل اس طرح سے ہو گی کہ اللہ نے جو کچھ فرض کر دیا ہے اسے پورا کیا جائے، جو کچھ حرام کر دیا ہے، اسے چھوڑ دیا جائے۔ نصوص کتاب و سنت میں اسی کو کبھی اسلام بھی کہا گیا ہے، یعنی: بندہ اپنے دل اور اعضاء کے ساتھ اللہ کے لئے مکمل تابع فرمان ہو جائے، اور تنہا اس کی بندگی اور فرمانبرداری بجالا کر اس کے آگے خودسپردگی کا ثبوت پیش کرے۔

کلمۂ طیبہ کی شرطیں–
کلمے کی چوتھی شرط "انقیاد"

- دلیل: اللہ تعالی کا ارشاد:
- وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى (لقمان: 22)
- ”جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور عملاً وہ نیک ہو اس نے فی الواقع العروۃ الوثقی (یعنی بھروسے کے قابل سہارا) تھام لیا“۔
  - اور یہی دراصل کامل انقیاد یا خودسپردگی ہے۔
  - (العروۃ الوثقی کی تشریح میں بعض سلف نے کہا ہے کہ یہ "لا الہ الا اللہ" ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ کي آیت 256 سے معلوم ہوتا ہے۔)

کلمۂ طیبہ کی شرطیں۔
کلمے کی پانچویں شرط "اخلاص"

- کلمۂ طیبہ کے مقبول ہونے کے لئے پانچویں شرط ہے اخلاص یعنی عمل کو اللہ کے لئے خالص کر دینا، اس طور پر کہ اس میں کسی بھی چھوٹے یا بڑے "شرک" کی بو تک باقی نہ رہے۔ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ کی گواہی دینے اور اس کے عملی تقاضوں کو اپنانے میں اس کی نیت صرف اور صرف اللہ کی رضا کا حصول ہو۔ اخلاص ہر عمل کی قبولیت کی شرط ہے، تو دین کی بنیاد کو اختیار کرتے وقت ہی اگر آدمی کے ہاں اخلاصِ نہ پایا جائے اور شہادتِ لا الٰہ الا اللہ کی جڑ میں ہی اخلاص ناپید ہوا، مثلاً اس کا مقصد "قومی حمیت" ہے کیونکہ وہ ایک مسلم گھر میں پیدا ہوا ہے، یا اپنے گھر والوں کو خوش کرنا ہے، یا معاشرے میں خود کو مسلم کہلوانا ہے یا کسی بھی طور پر کسی کو دکھانے یا خوش کرنے کے کی نیت ہو، یا کوئی اور دنیاوی غرض ہو یا پھر اس جیسا کوئی بھی جذبہ ہے، تو اس کا اس جذبے کے تحت لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا، اور اس کے لئے قبول وانقیاد کرنا، اللہ کے دربار میں مقبول نہیں ہے۔ ایسا آدمی شرک وکفر سے نکلا ہی نہیں اور ملتِ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا۔ 'لوگ کلمہ پڑھتے ہیں تو میں بھی پڑھتا ہوں' یہ طرز فکر شرطِ اخلاص کے منافی ہے۔ 'لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو میں نے حق سمجھ کر مانا ہے اور اس سے میرا مقصود بس خدا کو راضی کرنا ہے' یہ احساس دل میں پیدا کرنا کلمہ کے معتبر ہونے کیلئے شرط ہے۔

کلمۂ طیبہ کی شرطیں-
کلمے کی پانچویں شرط "اخلاص"

- دلیل:
- عتبان بن مالک رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
- " فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ " (رواه البخاری) "کہ بے شک اللہ نے ایسے شخص کو جہنم پر حرام کر دیا ہے جو لا الہ اللہ کہے اور اس کے ذریعے سے اللہ کی رضا کا طلب گار ہو"
- (نوٹ: جو شخص کلمۂ طیبہ کی شہادت دیتے ہوئے اللہ کی رضا کا طلب گار ہو گا، وہ یقینا کلمے کے معنی اور تقاضے پر عمل پیرا بھی ہو گا، تبھی وہ اپنی اس طلب میں سچا ہو سکتا ہے، لہذا اس سے کلمے کی دیگر شروط کی طرف بھی واضح اشارہ ہو جاتا ہے)

کلمۂ طیبہ کی شرطیں-
کلمے کی چھٹی شرط "صدق"

- چھٹی شرط ہے: "صدق"، جس کے معنی سچائی اور جم جانے کے ہیں، یعنی اپنا کہا سچ کر دکھانا۔ یعنی کلمے کی "علم" و "یقین" کی بنیاد پر گواہی دینے، اس عہد اور اس کے تقاضوں کو دل سے "قبول" کرنے اور عملی طور پر فرمانبردار ہونے میں ایسی سچائی جس میں جھوٹ کی ذرہ برابر بھی آمیزش نہ ہو، اور کلمے اور اس کے تقاضوں پر یوں جم جانا کہ اس کے بعد کلمے کے اس عہد اور اس کے تقاضوں کے سلسلے میں منافقت، دورنگی اور تذبذب کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ صدق در اصل لا الہ الا اللہ کے عہد کے ساتھ وفادار ہونے اور وفادار رہنے کے ایسے سچے عزم کا نام ہے کہ آدمی اس کی راہ میں آنے والے ہر مفاد اور ہر خدشے کو نظر انداز کر دے اور ہر آزمائش میں "کھرا" اترنے کے لئے تیار ہو جائے۔

کلمۂ طیبہ کی شرطیں-
کلمے کی چھٹی شرط "صدق

- اس بات کی دلیل کہ کلمے کی ادائیگی میں دل کی سچائی اور جم جانا شرط ہے:
- الم (1) أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (2) وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (3)
- " ال م، کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا کہ بس وہ یہ کہہ دیں کہ: ہم ایمان لے آئے۔ اور ان کو آزمایا نہ جائے؟ حالانکہ ہم نے ان سب کی آزمائش کی ہے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ لہذا اللہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔" (سورۃ العنکبوت: 1-3)
  - صحیحین میں معاذ بن جبلؓ سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں:
  - مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ (البخاری : 128، ومسلم)
  - ”جو آدمی بھی صدق دل سے یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے“

کلمۂ طیبہ کی شرطیں-
کلمے کی ساتویں شرط "محبت" (گرویدگی)

اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو کلمے، اس کے تقاضوں، اس کے معنی، اور اس میں بیان کردہ حقائق (توحید ورسالت) سے آخری درجے کی محبت ہو، اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے بغیر ان پر ایمان لانے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

دلائل:

- قرآن سے:
- وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّهِ أَندَاداً يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّهِ وَالَّذِينَ آمَنُواْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلّهِ (البقرہ: 165(
- "کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں"۔

کلمۂ طیبہ کی شرطیں-
کلمے کی ساتویں شرط "محبت" (گرویدگی)

- سنت سے:
- حضرت انسؓ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:
- ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: اَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ، بَعْدَ اِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ (البخاری مع الفتح 1 / 72 ح 43 مسلم 1 / 66)
  - ”تین باتیں جس آدمی میں آجائیں بس وہ ایمان کا مزہ اور لطف اٹھالیتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس کو دنیا کی ہر ہستی سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو جائیں، دوسری یہ کہ وہ کسی انسان سے محبت کرے تو صرف اور صرف اللہ کی خاطر، اور تیسری یہ کہ کفر سے ایک بار نکل آنے کے بعد اس میں لوٹ جانے سے اس کو اتنی کراہت ہونے لگے جتنا انسان آگ میں پڑ جانے سے لرزاں اور گریزاں ہو“

کفر بالطاغوت: کلمے کی ایک اور شرط

- طاغوت طغیان سے ہے۔ جس کا مطلب ہے، سرکشی، حد سے تجاوز کرنا۔

- ہر وہ چیز جسے اس کی حدِّ بندگی سے بڑھا دیا جائے وہ طاغوت ہے، خواہ اس کی عبادت کی جاتی ہو، اطاعت کی جاتی ہو، یا اتباع کیا جاتا ہو۔

- سب سے بڑا طاغوت شیطان ہے۔

  - نوٹ: بعض علماء اسے کلمے کی شرط نہیں شمار کرتے، کیونکہ ان کے یہاں یہ تو عین کلمے کے مدلول کا حصہ ہے۔ لہذا شرط سے بھی بڑھ کر ہے۔

کفر بالطاغوت: کلمے کی ایک اور شرط

- اِس کی دلیل : آیت کریمہ: فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىَ لاَ انفِصَامَ لَهَا وَاللّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرة: 256)
- ”تو پھر جس نے کفر کیا طاغوت کے ساتھ، اور ایمان لایا اللہ کے ساتھ، تو یقینا تھام لیا اُس نے وہ مضبوط ترین سہارا جس کو ہرگز ٹوٹنا نہیں۔ اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا“
- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوتَ (النحل: 36)
- ”اور بے شک ہم نے بھیجا ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول، کہ: عبادت کرو اللہ کی اور دامن کش ہو کر رہو طاغوت سے“۔
  - حدیث: مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰه، حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰه") صحیح مسلم: کتاب الایمان،
    - ”جس شخص نے کہہ دیا ”نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ“، اور وہ کفر کرنے لگا ہر اُس ہستی کے ساتھ جو اللہ کو چھوڑ کر پوجی جاتی ہے، اُس کا مال اور جان حرام ہو جاتی ہے، باقی اُس کا حساب کرنا اللہ کا کام“۔

ہم یہاں کیوں ہیں؟ - فطری سوال اور کائنات کی نشانیوں کا جواب

- آیئے سوچیں کہ یہ عظیم الشان کائنات، جس کا ذرہ ذرہ اس کے پیدا کرنے والے کی **حکمت** کا پتہ دے رہا ہے، تو کیا ہمارے اس حکمت والے خالق (پیدا کرنے والے) اور رب (پالنے والے) نے ہمیں یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا ہے؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ اس کائنات میں کوئی بھی شئے بے کار نہیں ہے؟
- پھر کائنات کا ایک ایسے زبردست نظم وضبط اور سسٹم کی پابند ہے جو ہمیں بتاتا ہے یہ کائنات ایک طاقتور بادشاہ کے زیر کنٹرول ہے جو ہر چیز کی **قدرت** رکھتا ہے، تو کیا زندگی میں اس نے ہمیں یوں ہی چھوڑ دیا ہے کہ اچھا یا برا کچھ بھی کریں؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اس کی قوت وطاقت کی کوئی حدود نہیں، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اچھے کو اس کی اچھائی کا بدلہ نہ دے اور برے کو اس کی برائی کی سزا نہ دے؟ اور اچھے اور برے کا انجام ایک سا ہو جائے؟ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، وہ مرنے کے بعد ہمیں زندہ کرنے پر بھی تو قادر ہے!
  - دراصل یہی زندگی کے بارے میں غور وفکر کا وہ صحیح طریقہ اور درست زاویۂ نگاہ ہے جس کی طرف قرآن کریم بار بار ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

زندگی کا مقصد
اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟

- اللہ نے ہمیں بے مقصد پیدا نہیں کیا، بلکہ اپنی عبادت اور بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: **{وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ} [الذاريات: 56]** ترجمہ: " میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تنہا میری عبادت کریں۔"
  - یعنی اس نے ہمیں پیدا کیا ہے تا کہ ہمارا امتحان لے کہ کون اس کی بندگی اور فرمانبرداری بجالاتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے، اور اس کی عبادت سے روگردانی کرتا ہے، اللہ فرماتا ہے: **{الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا} [الملك: 2]** "وہ جس نے موت وحیات کو اس لئے پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون تم میں سے بہتر عمل کرنے والا ہے۔"

"عبادت" کا معنی ومفہوم جو ہمارے وجود کا مقصد ہے!

- عبادت کہتے ہیں تو شاید سب سے پہلے ہمارا ذہن روزہ نماز وغیرہ کی طرف جاتا ہے، اور یہ غلط نہیں ہے، بلاشبہ یہ اللہ کی مقرر کردہ رسوم عبادات بڑی عظیم الشان عبادات ہیں۔ لیکن کیا عبادت صرف انہیں شعائر اور رسوم عبادت(rituals) میں محصور ہے؟
  - عبادت لغت میں پست وہموار ہونے، اور جھک جانے کو کہتے ہیں، "طریق معبد" عربی میں ایسے راستے کو کہتے جو خوب روندے جانے کے سبب ہموار ہو گیا ہو۔ عبادت تعظیم کی غرض سے کسی کے سامنے خود کو پست کر دینے اور جھکا دینے کی ایسی کیفیت ہے، جس میں کمال درجے محبت شامل ہوتی ہے، اور یہ مطلق اور بے چوں چرا فرمان برداری کے ذریعے ہی ممکن ہے۔
    - شریعت کی نصوص کا ہم جائزہ لیتے ہیں تب بھی اسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔

شریعت میں عبادت کے دو اطلاق ہیں

بندگی (عبودیت) | مراسم عبادت

- (1) بندگی (بذات خود) یعنی عام معنی میں عبادت اللہ کے سامنے محبت اور تعظیم کے ساتھ خود کو جھکا دینے کا نام ہے، یعنی پوری زندگی میں اللہ کی فرمانبرداری کرنا، خود کو اس کے احکامات کا تابع کر دینا۔ جن کاموں کا اپنے رسولوں کے ذریعے اس نے ہمیں حکم دیا ہے، ان کو انجام دینا اور جن سے روکا ہے ان سے رک جانا، یہی اللہ کے سامنے خود کو جھکانے کا معنی ہے۔ اور بذات خود بندگی اور جھک جانے کے اس عمل کا نام بھی عبادت ہے۔
- (2) وہ افعال جن کے ذریعے ہم اللہ کی بندگی انجام دیتے ہیں، ان میں سے ہر ہر فعل کو الگ الگ بھی عبادت کہتے ہیں: یعنی خاص معنوں میں عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے جس میں ہر وہ قول (بات) اور عمل (کام) شامل ہے جس سے اللہ محبت فرماتا ہے، اور اس سے راضی ہوتا ہے، خواہ وہ ظاہری ہو یا پوشیدہ۔
  - غرض دل، زبان اور اعضاء وجوارح سے انجام پانے والے سارے وہ کام اور باتیں اس میں شامل ہیں جن سے اللہ کی رضا مقصود ہو، اللہ کا حکم بجالانے کا ارادہ کیا گیا ہو۔

ایمان کا معنی

(لغوی اور اصطلاحی)

ایمان کا معنی(لغوی)

- پختہ یقین Firm Belief
- تصدیق جازم Strong Affirmation
- دل سے مان لینا، زبان سے اقرار کر لینا / قبول کر لینا، دل کے اطمینان کے ساتھ تسلیم کر لینا

وَ	مَآ	اَنْتَ	بِمُؤْمِنٍ	لَّنَا	وَلَوْ	كُنَّا	صٰدِقِيْنَ
اور	نہیں	آپ	یقین کرنے والے	ہماری بات کا	اور اگرچہ	ہوں ہم	سچے (ہی)

ایمان کا معنی (اصطلاحی)

عام: اللہ اور اسکی توحید پر پختہ یقین کرنا، اس کی بندگی کو قبول کرنا۔

بندگی: اس نے اپنے رسول کو جو دین دے کر بھیجا ہے اسے مان لینا۔ اور رسول کی بتائی ہوئی شریعت کو تسلیم کر لینا۔

لہذا عام معنی میں تین چیزیں شامل ہیں:

- دل سے تصدیق کرنا،
- زبان سے اقرار کرنا
- اعضاء وجوارح سے عمل کرنا۔

ایمان کا معنی (اصطلاحی)

خاص معنی:

باطنی اعتقادات (بن دیکھے مخصوص چیزوں کو دل سے مان لینا)

تنبیہ:

یاد رہے کہ ایمان اور اسلام دونوں ہی میں باطنی اعتقادات اور ظاہری اعمال دونوں شامل ہوتے ہیں۔ لیکن جب دونوں کا ایک ساتھ ذکر ہوتا ہے یا ان کا موازنہ ہوتا ہے تو اسلام سے ظاہری اعمال مراد ہوتا ہے اور ایمان سے باطنی اعتقادات۔

ارکان ایمان


اركان ايمان
الله
ملائكته
كتبه
رسله
اليوم الآخر و البعث بعد الموت
القدر

حدیث جبریل:

ایک بار جبریل نبی ﷺ کے پاس ایسانی شکل میں آئے تاکہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایمان، اسلام اور احسان کے بارے میں سوال کیا۔ تو جب انہوں نے ایمان کے بارے میں سوال کیا: "اخبرنی عن الایمان" مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں۔ تو آپ نے فرمایا: ان تؤمن باللہ و ملائکته و کتبه و رسله و الیوم الآخر و تؤمن بالقدر خیره و شره۔

قال: «فأخبرني عن الإيمان»، قال: «أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر، وتؤمن بالقدر خيره وشره»،[عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، مسلم]

ایمان مفصل

ایمانِ مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پ

وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ

اور اسکے رسولوں پر اور قیامت کے دِن پر اور اس پر کہ اچھی اور بُری تقدیر

مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

کا خالق اللہ ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر

ارکان ایمان کی بعض تفصیلات

ایمان باللہ

"اللہ" کون ہے؟ = اللہ کا تعارف

- اللہ نام ہے اس خدا، God یا ایشور کا جس نے اس تمام کائنات کو پیدا فرمایا ہے، جو اس کا مالک ہے، اور اسے چلا رہا ہے۔
  - وہی ہے جس کی پہچان (فطرتا) ہر دل میں ہے۔
    - اس کے لئے ہر زبان میں کوئی نہ کوئی نام ہے۔
      - انسانیت ہی نہیں، کائنات کی ہر مخلوق اسے پہچانتی ہے۔

- سوال: کیا "اللہ" عربوں کا خدا ہے؟
- سوال: کیا "اللہ" مسلمانوں کا خدا ہے؟

اللہ پر ایمان لانے کا مطلب

ایمان باللہ کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ:

- اللہ موجود ہے۔
- وہی اس کائنات کا رب (خالق، مالک اور اسے چلانے والا) ہے۔
- وہی تنہا لائق عبادت ہے۔
- وہ یکتا اور بے مثال ہے، اس کی ہستی باکمال اور بے عیب ہے، اعلی ترین اسماء وصفات کا حامل ہے۔

ایمان باللہ کے اجزاء

- اللہ کے وجود پر ایمان
- اللہ کی وحدانیت (توحید) پر ایمان
  - اللہ کی ربوبیت پر ایمان
  - اللہ کی الوہیت پر ایمان
  - اللہ کے اسماء وصفات پر ایمان

ایمان مجمل

آمنت	بالله	كما	هو	بأسمائه	وصفاته	وقبلت	جميع	أحكامه
میں ایمان لایا	اللہ پر	جیسا	وہ (ہے)	اس کے ناموں کے ساتھ	اور اس کی صفات کے ساتھ	اور میں نے قبول کئے	تمام	اس کے احکام

ایمان باللہ کے تقاضے

- اللہ کی عبادت کرنا
- اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا
- اللہ کے احکامات کی بجاوری کرنا
- اللہ کو ہر ایک پر اور ہر چیز پر مقدم رکھنا
  - پوری زندگی میں اللہ ہی کو مرکزی مقام دینا

زندگی پر ایمان باللہ کے اثرات

- قلبی سکون اور اطمینان کا حصول (اندرونی خلا کی تکمیل)
  - مایوسی سے نجات (قوی سہارا)
    - (اللہ کے احکامات کی بجاوری کے ذریعے) ہدایت اور بہترین زندگی کا حصول
      - زندگی کے تمام معاملات میں خدا خوفی اور تقوی کا ظہور
        - محبت الٰہی کا حصول اور اس کے نتیجے میں اللہ پر ایمان لانے والوں کی محبت اور ایمان نہ لانے والوں سے بیزاری دل میں جاگزیں ہوتی ہے

ایمان باللہ کے فائدے

- اللہ تعالی اہل ایمان سے محبت فرماتا ہے، اور جس سے اللہ محبت فرمائے دنیا اور آخرت میں اس کی خوش بختی کے کیا کہنے؟(توفیق، تائید، نصرت، ہدایت، رحمت، کرم، مغفرت، بخشش)
- اہل ایمان کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔ ایمان والوں کی ایک عالمی امت میں شمولیت (تعاون، بھائی چارہ، پشت پناہی، کفالت عامہ، تواصی بالحق وتوصی بالصبر)
- رضائے الہی اور جنت کا حصول

توحید و شرک

توحید

توحید اسلام کا سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ ہے، کلمے کے پہلے حصے میں بھی ہم اسی کا اعتراف کر تے ہیں پورا کا پورا دین اسی توحید کے گرد گومتا ہے توحید ہی کائنات کا مقصد تخلیق ہے، توحید ہے جنت و جہنم کے فیصلے کی بنیاد ہے

- توحید واحد سے نکلا ہے جس کے معنی ایک۔ توحید کا مطلب "ایک ماننا" ایک کرنا۔

یعنی خدا کو اس کی ذات صفات اور افعال میں ایک جاننا اور اس کے حقوق میں بھی اس کو ایک دکھانا

اس کے دو پہلو ہوئے :

- ایک کا تعلق اللہ کی ذات صفات اور اس کے افعال سے ہے
- دوسرے کا تعلق بندے کے افعال سے ہے
  - پہلے کا تعلق جاننے اور ماننے سے ہے
  - دوسرے کا تعلق انسان کی نیت اور عمل سے ہے

توحید کی اہمیت و فضیلت

- توحید کائنات کی سب سے عظیم الشان حقیقت ہے۔ اس کے فضائل بے شمار ہیں۔ چند کا ذکر:
  - توحید دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی بنیادی شرط ہے، اس کے بغیر اعمال ہی قبول نہیں ہوتے، جیسے وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور تمام ہی انبیا کی دعوت میں اسلام کا یہی شمار رہا ہے۔

وَ	لَقَدْ	بَعَثْنَا	فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ	رَّسُوْلًا	اَنِ	اعْبُدُوا اللّٰهَ	وَ	اجْتَنِبُوا	الطَّاغُوْتَ
اور	البتہ تحقیق	ہم نے بھیجا	ہر امت میں	رسول	یہ کہ	تم اللہ کی عبادت کرو	اور	تم بچو	طاغوت سے

- توحید جنت میں داخلے کی بنیادی شرط ہے۔

عِنْ جابرٍ قال : قال رسول اللهِ : (مِنْ مات لا يشرك باللهِ شيئًا دخل الجنة ، ومِنْ ماتَ يشرك باللهِ شيئاً دخل النارِ) رواه مسلم.

شرک

- شرک توحید کی ضد ہے اور یہ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے
- شرک کا مطلب ہوتا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، خواہ:
  - اس کی ذات وصفات میں ہو
  - اس کے افعال اور ربوبیت جیسے پیدا کرنا، روزی دینا وغیرہ میں ہو
  - یا اس کے حقوق میں ہو (بندوں کے فعل عبادت میں ہو)

❖ یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کرنا پوجا، بھکتی، بندگی کرنا وغیرہ

- اصل شرک یہ تیسرا والا ہی ہے کیونکہ ہر انسان فطرتاً اس بات کو جانتا ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا اور اس کا نظام چلانے والا ایک ہی مالک ہے، خواہ اس کو کچھ بھی نا دے اس کے باوجود عبادت کے لئے اس نے بہت سے در بنائے ہوئے ہوتے ہیں جن کے لئے وہ طرح طرح کے حیلے رکھتا ہے، کوئی اوتار کا تصّور لاتا ہے تو کوئی وسیلے اور شفاعت کا تصّور لاتا ہے

موحد:

- جو شخص صرف اللہ کی عبادت کرتا ہو اور اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت سے اعلانِ برآت اور اظہار بیزاری کرتا ہو وہ موحد (یعنی توحید بجالانے والا) کہلاتا ہے

مشرک:

- جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرے کسی اور کی بھی عبادت، پوجا، بھکتی اور بندگی وغیرہ کرے تو اسے مشرک کہا جاتا ہے اس کا تعلق عمل سے ہے۔

شرک کی خطرناکی

- توحید کی اہمیت سے شرک کی خطرناکی کا بھی پتہ چل گیا۔ جو شرک پر مر جائے تو اس کی جہنم طے ہے۔ (جیسا کہ توحید کے ضمن میں دلائل سے معلوم ہوا)۔ کیونکہ:
  - شرک اس کائنات کا سب سے بڑا ظلم ہے:۔

عَظِيْمٌ	لَظُلْمٌ	الشِّرْكَ	اِنَّ
بہت بڑا	البتہ ظلم (گناہ) ہے	شرک	بلاشبہ

سورہ لقمان آیت : ۱۳

- شرک: کفر علاوہ تمام گناہوں کو اللہ اگر چاہے تو معاف فرمادے، لیکن شرک کو اللہ ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔

لِمَنْ يَّشَآءُ	دُوْنَ ذٰلِكَ	مَا	يَغْفِرُ	وَ	بِهٖ	يُّشْرَكَ	اَنْ	يَغْفِرُ	لَا	اللّٰهَ	اِنَّ
جس کے لیے وہ چاہے گا	اس کے علاوہ ہے	جو	وہ بخش دے گا	اور	اس کے ساتھ	شرک کیا جائے	یہ کہ	بخشے گا	نہیں	اللہ	یقیناً

سورہ نسا آیت : ۱۱۶

ارکان ایمان کی بعض تفصیلات

ایمان بالملائکہ

یعنی فرشتوں (Angels) پر ایمان

فرشتوں پر ایمان
ملائکہ کون ہیں؟

- ملائکہ کی واحد مَلَک ہے۔
- ملائکہ اللہ کی ایک غیبی مخلوق ہیں۔ (ان کا عالم ہمارے مادر عالم سے الگ ہے)
- وہ اللہ کے بندے ہیں۔ نہ توالوہیت اور ربوبیت میں ان کا کوئی حصہ ہے۔
- نہ کسی معاملے میں اللہ کے حکم کے بغیر ان کو کوئی اختیار رہے۔ وہ وہی کرتا ہے جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔
  - یہ بڑی ہی عظیم الشان اور طاقتور مخلوق ہیں۔ (اللہ کے لشکر)

ایمان بالملائکہ کے اجزا:

- ان کے وجود پر حقیقی طور پر ایمان
- ان میں سے جن کا نام قرآن و حدیث میں آیا ہے ان پر بھی ایمان رکھنا اور جن کا نام نہیں آیا ان پر اجمالاً ایمان لانا۔ (اور وہ ہمارے شمار سے باہر ہیں)
- چند نام جو آئے ہیں : جبریل (یہ فرشتوں کے سردار ہیں)، میکائیل، اسرافیل، مالک۔
- ان کی جو جو صفات قرآن میں آئی ہیں ان پر ایمان لانا۔ مثلاً :
  - اس کے پَر ہوتے ہیں، (فاطر : ۱)، وہ شکل بدلنے پر قادر ہیں۔ (مریم :17)
  - وہ اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔ (تحریم : ٦)
    - وہ اللہ کی عبادت اور تسبیح میں مشغول رہتے ہیں۔ [اعراف: ۲۰٦]
    - اہل ایمان سے محبت کرتے ہیں،ان کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں، استغفار کرتے ہیں۔ [غافر : ٧]

- اللہ اور اس کے رسول نے ان کے جن اعمال کی خبر دے ہے، جن پر وہ مامور ہیں، اس پر ایمان لانا۔
- ان کاموں میں سب سے اہم کام اللہ کا پیغام پہنچانا یعنی وحی لے کر اللہ کے نبیوں پر اترنا۔
- وحی پر مامور خاص فرشتے حضرت جبریل ہیں۔ جبریل کو الروح الامین بھی کہا جاتا ہے۔
- ”و انہ لتنزیل رب العالمین - نزل بہ الروح الامین۔ علی قلبک لتکون من المنذرین“
- ”اور یہ (قرآن) رب العالمین کی جانب سے نازل کردہ ہے۔ روح الامین اسے لے کر اترے آپ کے دل پر، تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں۔“
  - اور پھونکنے پر اسرافیلؑ مامور ہیں۔
  - مالک جہنم کے داروغہ ہیں۔ جنت اور جہنم پر اور بھی فرشتے مامور ہیں۔ جن کے لیے قرآن میں ”خزنۃ“ کا لفظ آیا ہے۔ [الزمر : ۷۱۔۷۳]
    - ملک الموت روح قبض کرنے پر مامور ہیں۔
    - اللہ کے عرش کو تھامنے والے۔ [حاقہ : ۱۷]
    - بندوں کے اعمان کو لکھنے پر مامور فرشتے (کراما کاتبین)۔ [انفطار: ۱۰۔۱۲]

ارکان ایمان کی بعض تفصیلات

ایمان بالکتب

یعنی کتابوں پر ایمان

ایمان بالکتب

- کتابوں سے مراد :۔ اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتابیں ہیں جو اللہ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے اپنے رسولوں پر اتاریں، تاکہ لوگ دنیاو آخرت کی کامیابی حاصل کر سکیں۔
  - ایمان بالکتب کا مطلب: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ نے اپنے انبیا میں بعض پر کتابیں نازل کیں، جو اللہ کا کلام تھیں
    - قرآن کریم کے نزول کے بعد تمام سابقہ کتابیں منسوخ ہو گئیں۔

ایمان بالکتب کے اجزاء

- ایمان بالکتب میں جو باتیں شامل ہیں وہ درج ذیل ہیں :
- یہ کہ یہ کتابیں اللہ کی طرف سے نازل کی گئیں۔ (براہ راست اور حقیقتاً)
- ان میں سے جن کتب کا نام آیا ان پر نام کے ساتھ ایمان رکھنا، یعنی انجیل حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی، تورات حضرت موسیٰؑ پر نازل کی گئی، اور زبور حضرت داؤد کو عطا کی گئی۔ اس کے علاوہ ابراہیمؑ کی صحیفوں کا بھی ذکر آتا ہے، مگر ان کا کوئی نام ذکر نہیں کیا گیا ہے۔
  - وضاحت: قرآم کریم سے پہلے جتنی بھی کتابیں نازل ہوئیں ان میں سے کوئی محفوظ نہیں رہ سکی (تحریف کے تاریخی شواہد موجود ہیں)، اس لئے صرف ان کے نزول پر ایمان لانا ضروری ہے۔ (موجودہ شکل میں ان پر ایمان نہیں لایا جا سکتا)

- اللہ کی آخری اور فائنل کتاب قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری قیامت تک کی لیے اللہ نے لی ہوئی ہے۔ (اور جس کے بمحفوظ ہونے کے تاریخی ثبوت بھی موجود ہیں)۔لہذا قرآن کے بارے میں یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اس کا ایک ایک حرف اللہ کی طرف سے ہے، اور اس میں دی گئی تمام خبریں سچی ہیں۔ اور تمام احکامات اللہ کی طرف سے ہیں مبنی بر حق اور عدل ہیں سراسر خیر ہے ،انسانوں کی بھلائی انہی احکام میں پوشیدہ ہیں (خواہ ان کی حکمت سمجھ میں نہ آئے۔

- احکامات پر صرف ایمان رکھنا کافی نہیں ہے، بلکہ ان سے راضی برضا ہوتے ہوئے ان پر سر تسلیم خم کرنا ضروری ہے۔ قرآن کے احکامات کی پابندی کو تسلیم کرنا، اور اس پر عمل درآمد کا عہد کرنا ایمان بالکتب میں شامل ہے۔

قرآن کریم کے نزول کے مقاصد

- اللہ نے قرآن کیوں نازل فرمایا؟
  - تمام انسانوں کے لیے ہدایت

شَهْرُ	رَمَضَانَ	الَّذِیْٓ	اُنْزِلَ	فِیْهِ	الْقُرْاٰنُ	هُدًى	لِّلنَّاسِ
مہینہ	رمضان کا	وہ ہے کہ	نازل کیا گیا	اس میں	قرآن	ہدایت ہے	لوگوں کے لیے

  - متقیوں کے لیے ہدایت

هُدًى	لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝٢
ہدایت ہے	(اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے

  - اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانا

وَ	یُخْرِجُهُمْ	مِّنَ الظُّلُمٰتِ	اِلَى النُّوْرِ	بِاِذْنِهٖ	وَ	یَهْدِیْهِمْ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝١٦
اور	انکو نکالتا ہے	اندھیروں سے	روشنی کی طرف	اپنے حکم سے	اور	راہنمائی کرتا ہے ان کی	سیدھی راہ کی طرف

- تبشیر اور انذار (یعنی خوشخبری دینا اور ڈرانا)

اِنَّ	هٰذَا	الْقُرْاٰنَ	يَهْدِىْ	لِلَّتِىْ	هِىَ	اَقْوَمُ
بے شک	یہ	قرآن	ہدایت دیتا ہے	اس (راہ) کی کہ	وہ	سب (راہوں) سے سیدھی ہے

وَ	يُبَشِّرُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	الَّذِيْنَ	يَعْمَلُوْنَ	الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا	كَبِيْرًا ⑨
اور	وہ خوشخبری دیتا ہے	مومنوں کو	وہ لوگ جو	عمل کرتے ہیں	نیک	کہ بے شک	ان کے لیے ہے	اجر	بہت بڑا

وَ	اَنَّ	الَّذِيْنَ	لَا	يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	اَعْتَدْنَا	لَهُمْ	عَذَابًا	اَلِيْمًا ⑩
اور	(یہ کہ) بلاشبہ	وہ لوگ جو	نہیں	ایمان لاتے	آخرت پر	ہم نے تیار کیا ہے	ان کے لیے	عذاب	بہت دردناک

- لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنا

كَانَ	النَّاسُ	اُمَّةً	وَّاحِدَةً	فَبَعَثَ
تھے	لوگ (پہلے)	امت	ایک (ہی پھر مختلف ہوگئے)	تو بھیجے

اللّٰهُ	النَّبِيّٖنَ	مُبَشِّرِيْنَ	وَ	مُنْذِرِيْنَ	وَ	اَنْزَلَ	مَعَهُمُ	الْكِتٰبَ	بِالْحَقِّ
اللہ نے	نبی	خوشخبری دینے والے	اور	ڈرانے والے	اور	اس نے نازل کیں	ان کے ساتھ	کتابیں	حق کے ساتھ

لِيَحْكُمَ	بَيْنَ	النَّاسِ	فِيْمَا	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ ط	وَ	مَا	اخْتَلَفَ	فِيْهِ
تاکہ وہ (کتاب) فیصلہ کرے	درمیان	لوگوں کے	ان باتوں میں کہ	انہوں نے اختلاف کیا	ان میں	اور	نہیں	اختلاف کیا	ان میں

اِلَّا	الَّذِيْنَ	اُوْتُوْهُ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	جَآءَتْهُمُ	الْبَيِّنٰتُ	بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ
مگر	ان ہی لوگوں نے جو	وہ (کتابیں) دیے گئے	اس کے بعد کہ	آگئے ان کے پاس	واضح دلائل	آپس کی ضد سے

فَهَدَى	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لِمَا	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ	مِنَ الْحَقِّ
پھر ہدایت دی	اللہ نے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	واسطے اس (بات) کے کہ	انہوں نے اختلاف کیا	اس میں	حق سے

- قرآن کے سلسلے میں ہماری ذمہ داریاں
- تلاوت : یعنی پڑھنا اور عمل کرنا

اِذْ	قَالَ	لَهٗ	رَبُّهٗٓ	اَسْلِمْ	قَالَ	اَسْلَمْتُ	لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑬
جب	کہا	اس سے	اسکے رب نے	تو فرماں بردار ہوجا!	اس نے کہا	میں فرمانبردار ہوگیا	رب العالمین کیلیے

- تدبر (غور کرنا) اور تذکر (نصیحت حاصل کرنا)

كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	اِلَيْكَ	مُبٰرَكٌ	لِّيَدَّبَّرُوْٓا	اٰيٰتِهٖ	وَ	لِيَتَذَكَّرَ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑲
(یہ) ایک کتاب ہے	ہم نے نازل کیا اسے	آپ کی طرف	بڑی برکت والی ہے	تا کہ وہ غور کریں	اس کی آیتوں پر	اور	تا کہ نصیحت پکڑیں	عقل والے

- دعوت و تبلیغ اور لوگوں کے سامنے اسے واضح کرنا

حدیث: "بلغوا عنی و لو آیۃ"

"پہنچاؤ، میری جانب سے خواہ ایک آیت ہی"

بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ	وَ	اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ	الذِّكْرَ
(ہم نے بھیجا تھا انہیں) دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ	اور	ہم نے نازل کیا	آپ کی طرف	ذکر (قرآن)

لِتُبَيِّنَ	لِلنَّاسِ	مَا	نُزِّلَ	اِلَيْهِمْ	وَ	لَعَلَّهُمْ	يَتَفَكَّرُوْنَ ۝٤٤
تاکہ آپ بیان کریں	لوگوں کے لیے	جو کچھ	نازل کیا گیا ہے	ان کی طرف	اور	تاکہ وہ (بھی)	غور وفکر کریں

- اقامت (اس کی بنیاد پر سوسائٹی تشکیل دینا)

وَ	لَوْ	اَنَّهُمْ	اَقَامُوا	التَّوْرٰىةَ	وَ	الْاِنْجِيْلَ	وَ	مَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْهِمْ
اور	اگر	بے شک وہ	قائم رکھتے	تورات	اور	انجیل کو	اور	جو کچھ	نازل کیا گیا	ان کی طرف

مِّنْ رَّبِّهِمْ	لَاَكَلُوْا	مِنْ فَوْقِهِمْ	وَ	مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ	مِنْهُمْ	اُمَّةٌ
ان کے رب کی طرف سے	(تو) یقیناً وہ کھاتے	اپنے اوپر سے	اور	اپنے پیروں کے نیچے سے	ان میں سے	ایک گروہ ہے

مُّقْتَصِدَةٌ ؕ	وَ	كَثِيْرٌ	مِّنْهُمْ	سَآءَ	مَا	يَعْمَلُوْنَ ۝٦٦
درمیانی راہ چلنے والا	اور	زیادہ لوگ	ان میں سے	بُرا ہے	جو	وہ کررہے ہیں

- جہاد کبیر (قرآنی نظریے کو لے کر جدوجہد کرنا)

وَ	جَاهِدْهُمْ	بِهٖ	جِهَادًا	كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾
اور	آپ ان سے جہاد کریں	اس (قرآن) کے ذریعے	جہاد	خوب زور سے

- قیام عدل (اس کے ذریعے سے انصاف قائم کرنا)

لَقَدْ	اَرْسَلْنَا	رُسُلَنَا	بِالْبَيِّنٰتِ	وَ	اَنْزَلْنَا	مَعَهُمُ	الْكِتٰبَ	وَ	الْمِيْزَانَ	لِيَقُوْمَ	النَّاسُ	بِالْقِسْطِ
البتہ تحقیق	ہم نے بھیجے	اپنے رسول	واضح دلیلوں کے ساتھ	اور	ہم نے نازل کی	ان کے ساتھ	کتاب	اور	میزان	تا کہ قائم رہیں	لوگ	انصاف پر

ارکان ایمان کی بعض تفصیلات

ایمان بالرسل

یعنی رسولوں (Messengers) پر ایمان

ایمان بالرسل

- نبوت ورسالت: اللہ نے ہمیں اس دنیامیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ پیدا فرما کر یوں ہی بھٹکتا ہوا نہیں چھوڑا، بلکہ ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لیے انسانوں ہی میں سے کچھ لوگوں کو اپنا پیغام بر بنایا، جنہیں نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔

نبی اور رسول کسے کہتے ہیں؟ وحی کیا ہوتی ہے؟

- نبی اور رسول اس انسان کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ خود مخاطب ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کسی بھی انسان سے روبرو مخاطب نہیں ہوتا، بلکہ اس پر اپنا پیغام اور اپنا کلام اتارتا ہے۔ کبھی فرشتے کو بھیج کر تو کبھی ایک خاص طریقے سے دل میں اپنا کلام اتار کر۔
- اللہ نے اپنے چنندہ (Selected) بندوں پر آسمان سے جو پیغام اتارتا ہے اسے وحی کہتے ہیں۔
- اور جن انسانوں پر اللہ نے وحی نازل فرمائی انہیں رسول یا نبی کہتے ہیں۔

انبیاء اور رسولوں کی بعثت کا مقصد

جتنے بھی رسول اور نبی تھے اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ اللہ کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس کے ساتھ شرک کرنے سے روکتے تھے، اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے تھے، اور شیطان کی پیروی سے روکتے تھے، اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتے تھے۔ تمام قوموں میں اللہ نے نبی بھیجے۔ اللہ کے آخری اور فائنل نبی حضرت محمد ﷺ ہیں جن پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اب قیامت تک آپ ہی پیروی نجات کا ذریعہ ہے۔

(النساء: ٦٤)

وَمَآ	اَرْسَلْنَا	مِنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	لِيُطَاعَ	بِاِذْنِ اللّٰهِ
اور نہیں	ہم نے بھیجا	کوئی رسول	مگر	اس لیے کہ وہ اطاعت کیا جائے	اللہ کے حکم سے

(النحل: ٣٦)

وَ	لَقَدْ	بَعَثْنَا	فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ	رَّسُوْلًا	اَنِ	اعْبُدُوا اللّٰهَ	وَ	اجْتَنِبُوا	الطَّاغُوْتَ
اور	البتہ تحقیق	ہم نے بھیجا	ہر امت میں	رسول	یہ کہ	تم اللہ کی عبادت کرو	اور	تم بچو	طاغوت سے

(الانبیاء: ٢٥)

وَ	مَآ	اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	مِنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	نُوْحِيْٓ	اِلَيْهِ
اور	نہیں	ہم نے بھیجا	آپ سے پہلے	کوئی رسول	مگر	ہم وحی کرتے تھے	اس کی طرف

اَنَّهٗ	لَآ	اِلٰهَ	اِلَّآ	اَنَا	فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾
(یہ بات) کہ بلاشبہ	نہیں	کوئی معبود	مگر	میں ہی	سو تم میری ہی عبادت کرو

(الاحزاب: ٤٠)

مَا	كَانَ	مُحَمَّدٌ	اَبَآ	اَحَدٍ	مِّنْ رِّجَالِكُمْ	وَلٰكِنْ	رَّسُوْلَ اللّٰهِ	وَ	خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ
نہیں	ہیں	محمد	باپ	کسی کے	تمہارے مردوں میں سے	لیکن	اللہ کے رسول ہیں	اور	خاتم النبیین ہیں

- انبیاء اور رسل خبر دار کرنے آئے تھے انہوں نے ان لوگوں کو جنت کی خوشخبری دی جو اللہ کو مان کر نیک عمل کرتے ہیں۔ اور جو اللہ کو نہیں مانتے یا نیک عمل نہیں کرتے انہیں جہنم اور عذاب سے ڈرایا۔

رُسُلًا	مُّبَشِّرِيْنَ	وَ	مُنْذِرِيْنَ	لِئَلَّا	يَكُوْنَ	لِلنَّاسِ
(بھیجے) رسول	خوشخبری دینے والے	اور	ڈرانے والے	تاکہ (باقی) نہ	رہے	لوگوں کے لیے

عَلَى اللّٰهِ	حُجَّةٌۢ	بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ	وَ	كَانَ	اللّٰهُ	عَزِيْزًا	حَكِيْمًا
اللہ پر	کوئی الزام	رسولوں کے بعد	اور	ہے	اللہ	نہایت غالب	خوب حکمت والا

- جتنے بھی نبی اور رسول آئے وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق تھے، انسان ہی تھے، کسی طرح کی مافوق الفطرت یا خدائی صفات نہیں رکھتے تھے۔

وَ	مَآ	اَرْسَلْنَا	قَبْلَكَ	مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّآ	اِنَّهُمْ	لَيَاْكُلُوْنَ	الطَّعَامَ	وَ
اور	نہیں	ہم نے بھیجے	آپ سے پہلے	رسول	مگر	بلاشبہ وہ	البتہ کھاتے تھے	کھانا	اور

يَمْشُوْنَ	فِي الْاَسْوَاقِ ؕ	وَ	جَعَلْنَا	بَعْضَكُمْ	لِبَعْضٍ	فِتْنَةً ؕ	اَ	تَصْبِرُوْنَ
وہ چلتے تھے	بازاروں میں	اور	ہم نے بنایا	تمہارے ایک کو	دوسرے کے لیے	آزمائش	کیا	تم صبر کرتے ہو (یا نہیں؟)

وَ	كَانَ	رَبُّكَ	بَصِيْرًا
اور	ہے	آپ کا رب	خوب دیکھنے والا

ایمان بالرسل کے اجزاء

یہ کہ اللہ تعالی نے حقیقی طور پر اپنے کچھ بندوں کو اپنا پیغام دے کر بھیجا (یعنی رسالت برحق ہے) اللہ نے جتنے بھی نبی بھیجے ان کی بعثت پر ہم ایمان رکھتے ہیں، خواہ ان کے نام معلوم نہ ہوں۔ جن کے نام قرآن وحدیث میں آئے ہیں ان کی بعثت پر نام کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ جیسے: نوحؑ، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، اور سب سے آخری نبی حضرت محمد ﷺ۔ کسی ایک نبی کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔

اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْكٰفِرُوْنَ	حَقًّا	وَ	اَعْتَدْنَا	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابًا	مُّهِيْنًا۝
یہ لوگ	وہی ہیں	کافر	اصل	اور	ہم نے تیار کیا ہے	کافروں کے لیے	عذاب	رسوا کن

لہذا آخری نبی جناب محمد رسول اللہ کی بعثت کے بعد جو آپ کی رسالت کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اور دراصل تمام انبیاء کا منکر ہے۔

- انبیاء اللہ کے نمائندے تھے۔ دین کے نارے میں وہی جو بھی کہتے تھے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا تھا۔ لہذا انبیاء نے جن چیزوں کی خبر دی ان کی تصدیق کرنا، ایمان بالرسل کا حصہ ہے۔

یاد رہے کہ گزشتہ انبیاء کی دی ہوئی خبریں محفوظ نہیں رہی ہیں، مگر کچھ موٹی موٹی باتیں تو ہمیں معلوم نہیں ہیں، جن کے بارے میں ہمیں قرآن سے بھی پتہ چلتا ہے۔ تو ان کی ہم تصدیق کرتے ہیں۔ باقی جو چیز ہم تک محفوظ طریقے سے نہیں پہنچی اور اسلام نے ان کی تصدیق یا تکذیب نہیں کی ہے تو ہم ان کے سلسلے میں خاموشی اختیار کریں گے۔ البتہ جو اسلام کے خلاف ہو وہ کسی نبی کی خبر نہیں ہو سکتی۔

- ہماری طرف مبعوث رسول یعنی آخری نبی محمد ﷺ کی شریعت کو ماننا اور اس پر عمل کرنا۔ (شریعت کی پابندی کو قبول کرنا)

فَلَا وَرَبِّكَ	لَا	يُؤْمِنُوْنَ	حَتّٰى	يُحَكِّمُوْكَ	فِيْمَا	شَجَرَ	بَيْنَهُمْ	ثُمَّ	لَا
آپ کے رب کی قسم!	نہیں	وہ مومن ہوسکتے	یہاں تک کہ	وہ آپ کو حاکم مانیں	اس چیز میں کہ	اختلاف ہوجائے	ان کے درمیان	پھر	نہ

يَجِدُوْا	فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ	حَرَجًا	مِّمَّا	قَضَيْتَ	وَ	يُسَلِّمُوْا	تَسْلِيْمًا ۝٦٥
وہ پائیں	اپنے دلوں میں	کوئی تنگی	اس سے جو	آپ فیصلہ کردیں	اور	وہ تسلیم کرلیں	(دل وجان سے) تسلیم کرنا

ارکان ایمان کی بعض تفصیلات

ایمان بالیوم الآخر

یعنی قیامت کے دن(The Day of Judgement) پر ایمان

ایمان بالیوم الآخر (قیامت کے دن) پر ایمان لانا
(الیوم الآخر کا مطلب ہوتا ہے آخری دن)

- یوم آخر (قیامت کے دن / آخرت) پر ایمان کا مطلب اس بات کو ماننا کہ موت کے بعد دوبارہ جلایا جائے گا (بعث)۔ اور بہت ہی عظیم اور ہولناک دن سب کو حساب کتاب اور بدلے کے لیے جمع کیا جائے گا (حشر)۔ تو جس نے اچھے کام کئے ہوں گے اس کو جنت ملے گے، اور جس نے برے کام کئے ہوں گے اس کے لیے جہنم ہے۔

- غرض اللہ نے انسانوں کو بے لگام نہیں چھوڑا ہے کہ جو چاہیں کریں، اور نہ یہ دنیا کھیل تماشا ہے۔ بلکہ یہ دنیا ایک بہت ہی سنجیدہ امتحان ہے، اور جو کچھ انسان یہاں کرتا ہے، اسے اس کا بدلہ پانا ہے۔

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- آخرت کی بہت ساری تفصیلات قرآن اور حدیث میں آئی۔ ہم یہاں ان میں سے چند موٹی موٹی باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔
- پہلے ہم چند ایسی چیزیں ذکر کرتے ہیں جو یوم آخر کا جزء تو نہیں ہیں، لیکن آخرت پر ایمان سے متعلق ہیں:

❑ روح: ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں انسان کی تخلیق کے دوران ہی اللہ اس میں روح پھونک دیتا ہے۔ یہی روح زندہ اور مردہ میں فرق کرتی ہے۔

وَ	نَفَخَ	فِيْهِ	مِنْ رُّوْحِهٖ
اور	پھونکا	اس میں	اپنی روح سے

- اللہ تعالی جب کسی کو موت دینا چاہتا ہے تو اس کی روح کو اس کے جسم سے نکال کر اپنے قبضے میں کرلیتا ہے۔
- روح اللہ کی جانب سے ہوتی ہے، اس کے بارے میں انسان کا علم بہت محدود ہے۔

وَ	يَسْئَلُوْنَكَ	عَنِ الرُّوْحِ	قُلِ	الرُّوْحُ	مِنْ اَمْرِ	رَبِّيْ	وَ	مَآ	اُوْتِيْتُمْ	مِّنَ الْعِلْمِ	اِلَّا	قَلِيْلًا
اور	وہ (یہودی) پوچھتے ہیں آپ سے	روح کی بابت	کہہ دیجیے	روح	امر ہے	میرے رب کا	اور	نہیں	تم دیے گئے	علم سے	مگر	بہت ہی تھوڑا

- برزخ: انسان جب اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو وہ ایک نئے جہان میں پہنچ جاتا ہے جو اس جہان سے بالکل مختلف ہے۔ اسے برزخ کہتے ہیں۔ برزخ کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ برزخ سے کوئی دنیا میں آسکتا ہے، نہ جیتے جاگتے کوئی برزخ کی سیر کر سکتا ہے۔ اور اس کے بعض احوال کا ذکر قرآن اور حدیث دونوں میں ہے۔ قبر کے سوالات یا قبر کا عذاب وغیرہ برزخ ہی کا حصہ ہیں۔

- قبر کے سوالات: أحادیث میں آتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفنا کر چلے جاتے ہیں تو قبر میں دو فرشتے آتے ہیں۔ یہ دونوں فرشتے انسان کو بٹھاتے ہیں اور ان سے سوالات کرتے ہیں، من ربک: تمہارا رب کون ہے، تو مؤمن کہے گا کہ اللہ، میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھیں گے "ما دینک" تمہارا دین کیا ہے؟ تو مومن کہے گا: "دینی الاسلام" میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھیں گے "اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کو تمہاری جانب بھیجا گیا؟" تو مومن کہے گا کہ "وہ اللہ کے رسول ہیں"۔ پھر پوچھیں گے کہ تمہیں کیسے پتہ یہ سب؟ (ما یدریک)، تو مومن کہے گا: "قرأت كتاب الله وامنت به وصدقت به"۔ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اور کافر ہر سوال کے جواب میں کہے گا کہ "لا أدری" ہائے ہائے مجھے نہیں معلوم۔ منافق یا شک میں پڑا ہوا شخص کہے گا: "سمعت الناس یقولون شيئاً فقلته" (میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی کہہ دیا)۔

- قبر کا عذاب یا اس کا انعام: اس سوال وجواب کے بعد صالح مومن بندے کے لیے قبر ہی میں جنت کا ایک دروازہ یا کھڑکی کھول دی جائے گی، اس کی قبر بھی کشادہ کر دی جائے گی۔ غرض اس کو بہت انعام واکرام میں رکھا جائے گا۔

- جب کہ کافر ومنافق کے لیے جہنم کی کھڑکی کھول دی جائے گی اور اس کی قبر تنگ کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔ غرض اسے سخت عذاب میں رکھا جائے گا۔
- یہ سارا کچھ ان دونوں قسم کے لوگوں کے ساتھ قیامت تک چلتا رہے گا۔ جب دوسرے صور کے ذریعے لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- (ا) بعث اور حشر: بعث بعد الموت کا مطلب مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا (یعنی جسم اور روح کے ساتھ انسان کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرنا)۔ اور حشر کا مطلب میدان حشر میں لوگوں کو اکٹھا کرنا۔

جب قیامت قائم ہوگی تو صور میں پھونک مارا جائے گا ، جس سے لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائیں گے، اور کسی کو کسی کا ہوش نہیں رہے گا، صور کی آواز سے سارے لوگ مر جائیں گے۔

پھر صور میں دوبارہ پھینک مارا جائے گا تو سارے لوگ زندہ ہو ہو کر قبروں سے نکلنے لگیں گے، ننگے پیر ننگے بدن، غیر مختون۔ کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہو گا۔ اور پھر وہ سب میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے۔ یہ بڑا ہی سخت اور ہولناک مرحلہ ہو گا۔

آخرت پر ایمان کے اجزاء

وَ	نُفِخَ	فِي الصُّوْرِ	فَصَعِقَ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَ
اور	پھونک ماری جائے گی	صور میں	تو بے ہوش ہو جائے گا	جو ہے	آسمانوں میں	اور

مَنْ	فِي الْاَرْضِ	اِلَّا	مَنْ	شَآءَ	اللّٰهُ	ثُمَّ	نُفِخَ	فِيْهِ	اُخْرٰى	فَاِذَا
جو ہے	زمین میں	مگر	جسے	چاہے گا	اللہ	پھر	پھونک ماری جائے گی	اس میں	دوسری مرتبہ	تو یکایک

هُمْ	قِيَامٌ	يَّنْظُرُوْنَ ۝٦٨	وَ	اَشْرَقَتِ	الْاَرْضُ	بِنُوْرِ رَبِّهَا	وَ	وُضِعَ
وہ	کھڑے (ہوکر)	دیکھتے ہوں گے	اور	چمک اٹھے گی	زمین	اپنے رب کے نور سے	اور	رکھی جائے گی

الْكِتٰبُ	وَ	جِايْٓءَ	بِالنَّبِيّٖنَ	وَ	الشُّهَدَآءِ	وَ	قُضِيَ	بَيْنَهُمْ	بِالْحَقِّ
کتاب	اور	لائے جائیں گے	انبیاء	اور	گواہ	اور	فیصلہ کیا جائے گا	ان کے درمیان	حق کے ساتھ

وَ	هُمْ	لَا	يُظْلَمُوْنَ ۝٦٩
جبکہ	وہ	نہیں	ظلم کیے جائیں گے

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- (۲) حساب کتاب اور جزاء وسزا: یعنی قیامت کے دن لوگوں کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور اعمال ہی کے مطابق انہیں بدلہ ملے گا۔ میدان حشر میں دراصل حساب کتاب کے لیئے جمع ہوں گے۔ اس میدان میں ہمارے نبی کے لیے مقام محمود کا جو وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی پورا ہو گا۔ لوگ ایک ایک کر کے انبیاء کے پاس جائیں گے کہ وہ اللہ کے حضور میں سفارش کریں۔ مگر سب ہی دامن بچائیں گے۔ ہمارے نبی اس وقت اللہ کے عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑیں گے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اللہ کی اجازت سے سفارش کریں گے کہ لوگوں کا حساب وکتاب جلد شروع کیا جائے۔ اس وقت تمام لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔ یہی شفاعت عظمی ہے۔
  - ((قیامت کے دن ہمارے ہمارے نبی اور بھی کئ طرح کی شفاعت فرمائیں گے، جن میں گناہگار مومن وموحد بندوں کی سفارش بھی شامل ہے۔))

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- حساب وکتاب کے مرحلے میں اور کئی واقعات پیش آئیں گے:
- موقف: یعنی ارض محشر میں لوگ اللہ کے حضور پیش ہوں گے، اس کے دربار میں ایک ایک چیز کا حساب لیا جائے گا۔

- نامۂ اعمال: اس دن نیک لوگوں کو داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا، اور برے لوگوں کو ان کے بائیں ہاتھ میں پیچھے سے نامۂ اعمال پکڑایا جائے گا۔
- دائیں ہاتھ والے اس دن خوب خوش ہوں گے، اس دن ان کا حساب بہت آسان لیا جائے گا۔
- جبکہ بائیں ہاتھ والے اس دن موت کو پکاریں گے، اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- میزان: اس دن اعمال کے وزن کے لئے ترازو لگائے جائیں گے۔

وَ	نَضَعُ	الْمَوَازِيْنَ	الْقِسْطَ	لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ	فَلَا	تُظْلَمُ	نَفْسٌ	شَيْئًا ؕ
اور	ہم رکھیں گے	ترازوئیں	انصاف کی	قیامت کے دن	پھر نہ	ظلم کیا جائے گا	کسی نفس پر	کچھ بھی

وَ	اِنْ	كَانَ	مِثْقَالَ	حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ	اَتَيْنَا بِهَا ؕ	وَ	كَفٰى بِنَا	حٰسِبِيْنَ ۝
اور	اگر	ہوگا (عمل)	برابر	رائی کے دانے کے	(تو) ہم اسے لے آئیں گے	اور	کافی ہیں ہم	حساب کرنے والے

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- حقوق اللہ میں اس دن نماز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا:

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ [رواه أبو داود ، والترمذي ، والنسائي]

"سب سے پہلی چیز جس کا محاسبہ قیامت کے دن کیا جائے گا وہ نماز ہے۔"

- حقوق العباد اور مظالم میں سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا:

عن عبدِ اللهِ بنِ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عنهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلى اللهُ عليهِ وسلمَ: ((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، في الدِّمَاءِ)) . متفق عليه

"قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔"

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ القِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ» رواه الترمذي، وهو صحيح

"قیامت کے دن بندہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکے گا جب تک کہ اس سے ان چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں کھپائی، اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا، اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ کس چیز میں اسے گھلایا۔"

- غرض ایک ایک چیز کا حساب وہاں لیا جائے گا۔ اس دن جس کا آسان حساب ہوا وہ خوش نصیب ہو گا۔ اور جس سے سختی سے پوچھ گچھ ہو گئی، وہ عذاب سے بچ نہیں سکے گا۔

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- پل صراط: اس دن جہنم کے اوپر ایک پل لگایا جائے گا جس کے اوپر سے ہر شخص کو گزرنا ہو گا، ہر شخص اپنے عمل کے حساب سے اس پر سے گزرے گا، کوئی بجلی کی طرح گزر جائے گا تو کوئی ہوا کی طرح گزرے گا، اور کوئی اعلی نسل کے گھوڑے کی طرح گزرے گا۔ نیک مومن بندوں کو ان کے اعمال کی بدولت بچا لیا جائے گا، گناہگار مومن (جن کے جہنم میں جانے کا فیصلہ نہیں ہوا ہو گا) ان کو ان کے اعمال کے حساب سے کچھ زخم پہنچیں گے، لیکن آخر کار وہ بچا لیے جائیں گے، جبکہ کچھ لوگ اسی جہنم میں گر پڑیں گے۔
  - اس پل پر لوہے کے بڑے بڑے کانٹے یا کھونٹے ہوں گے، جو لوگوں کو ان کے اعمال کے اعتبار سے اُچک لیں گے۔ حتی کہ اس پل پر سے آخری بچنے والا گھسیٹتا ہوا لایا جائے گا یعنی کھینچ کر بچایا جائے گا۔

وَ	اِنْ	مِّنْكُمْ	اِلَّا	وَارِدُهَا	كَانَ	عَلٰى رَبِّكَ	حَتْمًا	مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾
اور	نہیں ہے	تم میں سے (کوئی بھی)	مگر	وہ اس میں وارد ہوگا	(یہ) ہے	آپ کے رب کے ذمے	حتمی	فیصل شدہ بات

ثُمَّ	نُنَجِّي	الَّذِيْنَ	اتَّقَوْا	وَ	نَذَرُ	الظّٰلِمِيْنَ	فِيْهَا	جِثِيًّا ﴿٧٢﴾
پھر	ہم نجات دیں گے	ان لوگوں کو جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا	اور	ہم چھوڑ دیں گے	ظالموں کو	اس میں	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- حوض کوثر: ارض محشر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حوض ہو گا جس میں جنت کی نہر کوثر سے پانی آتا ہو گا گا اس پر آپ اپنے امتیوں کو پانی پلائیں گے ۔ جو ایک بار اس سے پانی پی لے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

آخرت پر ایمان کے اجزاء

- (۳) جنت و جہنم: حساب و کتاب اور محشر کے سب حالات اور تمام ہولناکیوں سے گزرنے کے بعد جس کے حق میں جنت کا فیصلہ ہو گا وہ اس میں داخل ہو گا اور ہمیشہ ہمیش اس میں رہے گا۔
- جس کے بارے میں جہنم کا فیصلہ ہو گا اس کے دل میں اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا تو آخر کار، یعنی برے اعمال کی سزا بھگتنے کے بعد، اسے جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ یعنی کوئی مومن ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں جائے گا۔ (لیکن اس بات کا فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے کہ کون مومن ہے اور کون نہیں، کس کا ایمان قبول ہے اور کس کا زبانی دعویٰ)
- البتہ جس کی موت کفر یا شرک کی حالت میں ہوئی ہو گی اس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم ہے۔

- قرآن اور حدیث میں جنت اور جہنم کی صفات جگہ جگہ بیان کی گئی ہیں ان کو غور سے پڑھنا چاہیے۔
- جنت میں طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی، جن کا تصور بھی دنیا میں محال ہے۔ جہنم میں طرح طرح کے عذاب ہوں گے، جن کی ہولناکی سے دل کانپ اٹھتے ہیں۔

آخرت پر ایمان کے اجزاء

آخرت پر ایمان

- مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا (بعث)
- حساب کتاب
- جنت و جہنم

آخرت پر ایمان کے تقاضے اور اثرات

- (۱) انسان کے سامنے دنیاوی زندگی کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، کہ وہ دھوکے کی ٹٹی ہے، اور اس کی حیثیت صرف آخرت کی کھیتی کی ہے۔
- (۲) آخرت کے لئے محنت، برے اعمال سے اجتناب، اور اچھے اعمال کی کثرت، تاکہ نامۂ اعمال کو بہتر بنایا جاسکے۔
- (۳) جنت کی رغبت اور جہنم کا خوف جو زندگی پر حاوی ہو، اور اللہ کے آگے جھکا دے۔
- (۴) دنیا میں اگر کوئی چیز ہاتھ نہیں آتی، یا ہاتھ سے چلی جاتی ہے تو آخرت پر ایمان میں مومن کے لیے تسلی کا سامان ہے۔ (اجر کی امید)

ارکان ایمان کی بعض تفصیلات

ایمان بالقدر
یعنی تقدیر پر ایمان

ایمان بالقدر

- ایمان کا چھٹا رکن تقدیر پر ایمان ہے۔

- **تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب:** اس بات پر ایمان کہ ہر چیز کو اللہ ہی نے مقدر فرمایا ہے، خواہ اچھائی ہو یا برائی

تقدیر پر ایمان کے اجزاء

- خلق
- مشیئت
- علم
- کتابت

تقدیر پر ایمان کا پہلا زینہ: خلق = اللہ ہی خالق ہے

سورۃ القمر: 49

إِنَّا	كُلَّ	شَيْءٍ	خَلَقْنٰهُ	بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾
بلاشبہ ہم نے	ہر	چیز کو	ہم نے پیدا کیا ہے اسے	ایک اندازے کے ساتھ

- اللہ تعالی ہی ہر چیز کا خالق ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی حقیقی معنوں میں خالق یعنی عدم سے وجود میں لانے والا نہیں ہے۔
- اللہ تعالی نے ہر چیز کو ٹھیک اندازے سے، اور متعین (طے شدہ) مقدار کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔

تقدیر پر ایمان کا دوسرا زینہ: مشیئت اللہ جو چاہتا وہی ہوتا ہے

يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾	لِّمَا	فَعَّالٌ	رَبَّكَ	اِنَّ
وہ چاہتا ہے	اس کو جو	کرگزرنے والا ہے	آپ کا رب	بے شک

ھود: 107

یعنی اس کی مشیئت نافذ ہو کر رہنے والی ہے، وہ قادر مطلق ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے، اسی کی مرضی سے ہوتا ہے۔ جو وہ نہ چاہے وہ ہو ہی نہیں سکتا۔

غرض ہمارا جینا مرنا، بیمار ہونا، شفایاب ہونا، سب اس کی مشیئت سے ہے۔

بندوں کی مشیئت

- اللہ نے بندوں کو مجبور نہیں بنایا، بلکہ انہیں بھی ارادہ عطا فرمایا ہے، ان کو بھی اختیار حاصل ہے۔ مگر یہ ارادہ اللہ کے ارادے کے ماتحت ہے۔

التکویر: 28-29

لِمَنْ	شَآءَ	مِنْكُمْ	اَنْ	يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾
اس شخص کے لیے جو	چاہے	تم میں سے	یہ کہ	وہ سیدھا چلے

وَ	مَا	تَشَآءُوْنَ	اِلَّآ	اَنْ	يَّشَآءَ	اللّٰهُ	رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾
اور	نہیں	تم چاہتے	مگر	یہ کہ	چاہے	اللہ	رب العالمین

یعنی تم جو "چاہتے ہو" وہ اللہ ہی کی مشیئت سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے بندوں کو ارادہ و اختیار کی آزادی تو دی ہے، انہیں مجبور نہیں بنایا، اور وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنی مرضی اور اختیار سے کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ چاہتا تو انہیں مجبور کر سکتا تھا۔ لہذا یہ اللہ ہی کی مشیئت ہے کہ وہ مجبور نہیں ہیں، ان کا چاہنا اللہ کی مشئت ہی سے ہے۔ اور ان کی مشئت اللہ کی مشیئت کے بغیر پوری بھی نہیں ہو سکتی۔

ارادۂ کونیہ= مشیئت اور ارادۂ شرعیہ= پسند

- ضروری نہیں کہ ہر وہ چیز جس کے ہونے کی چھوٹ یا اجازت اللہ نے (اپنی کسی حکمت و مصلحت کے تحت) دے رکھی ہے، اسے اللہ پسند بھی کرتا ہو۔ لہذا رضا اور مشیئت میں فرق ہے۔ اللہ کی مشیئت اور اس کی پسند
  - اللہ کی رضا کو ہم اللہ کی شریعت سے جان سکتے ہیں، اس کو ارادۂ شرعیہ بھی کہتے ہیں، یعنی اللہ کی پسند اور خوشنودی۔
  - جب کہ اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے (ہو چکا ہے، یا ہونے والا ہے)، وہ اللہ کے اذن اور اس کی مشیئت ہی سے ہوتا ہے۔ اسے ارادۂ کونیہ کہتے ہیں۔

تقدیر پر ایمان کا تیسرا زینہ: علم
اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

- جب اللہ ہی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے، اور اس پوری کائنات میں اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے، یعنی ہر چیز کا حساب اور کنٹرول اس کے پاس ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ ہر چیز کا علم بھی رکھتا ہے۔

اَلَا	يَعْلَمُ	مَنْ	خَلَقَ ؕ	وَ	هُوَ	اللَّطِيْفُ	الْخَبِيْرُ ؑ﴿۱۴﴾
کیا (بھلا) نہیں	جانے گا وہ	جس نے	(سب کو) پیدا کیا	اور	وہ	نہایت باریک بین	خوب خبردار ہے

- لہذا کائنات کی ہر بڑی چھوٹی چیز کی خبر اللہ کے پاس ہے۔ کیا ہونے والا ہے، کیا ہو چکا ہے، کیا ہوتا تو کیسے ہوتا؟ ہر ہر چیز کا اسے علم ہے، ہر باریک سے باریک معلومات اس کے پاس ہے۔
  - لہذا کوئی کیا کرے گا اس کا علم بھی اسی کے پاس ہے۔

تقدیر پر ایمان کا چوتھا زینہ: کتابت
جو کچھ ہونے والا وہ سب لکھا جا چکا ہے۔

- کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے اسے اللہ رب العالمین جانتا ہے لہذا اس نے ہر چیز کو اپنے علم کے مطابق لکھ رکھا ہے۔

أَ	لَمْ	تَعْلَمْ	اَنَّ اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِؕ
کیا	نہیں	جانتے آپ	کہ بیشک اللہ ہی	جانتا ہے	جو کچھ	آسمان اور زمین میں ہے؟

اِنَّ	ذٰلِكَ	فِىْ كِتٰبٍؕ	اِنَّ	ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ	يَسِيْرٌ ۝
بلاشبہ	یہ (سب کچھ)	کتاب (لوحِ محفوظ) میں (درج) ہے	بیشک	یہ	اللہ پر	بہت آسان ہے

قدر سے متعلق چند نکات کی وضاحت

- یہ دنیا دار الاسباب ہے، اس میں ہر چیز کے لئے اللہ نے اسباب مقرر فرمائے ہیں۔۔ (تو جس چیز کا سبب پایا جائے گا وہ چیز بھی پائی جائے گی، یہاں بلا سبب کوئی شئے نہیں پائی جاتی!! جو محنت کرے گا، پاس ہو گا۔۔ جو غافل رہے گا فیل ہو گا۔۔!!)
- یہ دنیا دار الامتحان ہے، دار العمل ہے۔۔ دار الجزاء نہیں۔۔ (اسی لئے اس میں انسان کو چھوٹ حاصل ہے کہ جو چاہے کرے، اسے نہ روکا جاتا ہے نہ کسی ایک سمت چلنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔۔) (نابرابری)
- انسانوں اور فرشتوں میں یہی فرق ہے کہ انسان کو آزادی واختیار دے کر اس دنیا میں بھیجا گیا ہے، جب کہ فرشتے وہی کچھ کرنے کے پابند ہیں، جس کا انہیں ان کا رب حکم دے۔۔۔ (غرض انسان اپنا راستہ چننے کے لئے آزاد ہے)

قدر سے متعلق چند نکات کی وضاحت

- انسان اچھا یا برا جو راستہ بھی اختیار کرتا ہے، اسی آزادی اور اختیار کی بنیاد پر کرتا ہے۔۔ لہذا انسان اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے، وہی اس کا فاعل Doer اور 'کرتا' ہے۔۔ لہذا اسی بنیاد پر جزا و سزا مرتب ہوتی ہے، جنت و جہنم کا فیصلہ ہوتا ہے۔ (یعنی اس معنی میں یہ مصرعہ سو فیصد درست ہے "عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی")
  - یہ سمجھنا کہ انسان مجبور محض ہے، یہ ایک باطل تصور ہے، جو جبریہ کا ہو تو ہو، امت کے سواد اعظم اور مین اسٹریم اہل سنت کا ہرگز نہیں۔۔ انسان کو اللہ نے مجبور ہرگز نہیں پیدا کیا۔ اس پر نصوص کتاب وسنت کے علاوہ خود عقل وفطرت کی گواہی موجود ہے، ہم سوچتے ہیں، ارادہ کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے قدم اٹھاتے ہیں۔۔ آگ ہمارے سامنے ہو تو ہم بقائمئ ہوش وحواس کبھی اس کی جانب قدم نہ بڑھائیں، کھانا ہمارے سامنے ہو، ہم ہاتھ روکے بیٹھے رہیں کہ آپ ہی یہ میرے منہ میں چلا جائے، تا قیامت نہیں جا سکتا۔۔۔ غرض یہ دنیا دار العمل ہے، دار الاسباب ہے، یہاں ہر چیز سبب کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔۔۔

قدرپرایمان کے فوائد